QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 03 (2025)

معاشرتی امور میں امہاتُ المؤمنینؓ کے کردار کے مطالعہ کی اہمیت

The Importance of Studying the Role of the Mothers of the Believers (رضي الله عنهن) in Social and Family Life

Dr. Saima Ashraf
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, GC University, Faisalabad, Pakistan.
Email: ahmadrose686@gmail.com
Asma Aslam
Lecturer, Department of Islamic Studies, GC University, Faisalabad, Pakistan.
Email: asmaaslam@gcuf.edu.pk

Abstract

This paper explores the significance of studying the role of Ummahat al-Mu'minin (رضي الله عنهن) in social affairs. The lives of the Mothers of the Believers serve as a practical model of Islamic societal principles, including good character, mutual respect, justice, patience, selflessness, and responsible conduct. The study highlights how they contributed effectively to family life, social relations, education and upbringing, and the moral and social reform of the community, thereby playing a fundamental role in shaping Islamic society.The paper demonstrates that the study of their lives not only helps understand the social structure of the Prophetic era but also provides practical guidance for addressing contemporary social challenges. It concludes that a serious and scholarly study of Ummahat al-Mu'minin (رضي الله عنهن) is essential for building a balanced, ethical, and stable Islamic society.

Keywords: *Ummahat al-Mu'minin, Social affairs, Islamic society, Role models, Family life.*

اسلام نے انسان کو صرف انفرادی عبادات کا پابند نہیں بنایا بلکہ اسے ایک صالح معاشرے کا ذمہ دار رکن بھی قرار دیا ہے۔ معاشرتی زندگی کی درست تشکیل کے لیے جن اخلاقی اصولوں، اقدار اور عملی نمونوں کی ضرورت ہوتی ہے، ان کی بہترین مثال ہمیں عہدِ نبوی ﷺ میں ملتی ہے۔ اس ضمن میں **امہاتُ المؤمنینؓ** کی حیاتِ مبارکہ ایک روشن اور قابلِ تقلید نمونہ ہے، جنہوں نے اپنے قول و عمل سے اسلامی معاشرت کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔

امہاتُ المؤمنینؓ کا کردار معاشرتی امور میں نہایت ہمہ جہت رہا ہے۔ انہوں نے گھریلو ذمہ داریوں، سماجی تعلقات، خواتین کی تعلیم و تربیت، اصلاحِ معاشرہ اور اخلاقی اقدار کے فروغ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان کی زندگیاں صبر، ایثار، عفت، حکمت اور حسنِ معاشرت کا عملی مظہر ہیں۔ موجودہ دور میں جب معاشرتی بگاڑ اور اخلاقی انتشار بڑھتا جا رہا ہے، امہاتُ المؤمنینؓ کے کردار کا مطالعہ ہمیں نہ صرف اسلامی معاشرت کی صحیح روح سے روشناس کراتا ہے بلکہ ایک متوازن اور پاکیزہ سماجی نظام کی تشکیل کے لیے مؤثر رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر زیرِ نظر مضمون میں معاشرتی امور میں امہاتُ المؤمنینؓ کے کردار کے مطالعے کی ضرورت اور افادیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

امہات المومنین کے بارے میں مطالعہ کی اہمیت درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت پیش کی جاتی ہے:

مصالحت :

ازواج مطہرات کے بارے میں مطالعہ سے ہمیں معاشرتی بگاڑ میں مصالحت پیدا کرنے کے بارے میں راہنمائی ملتی ہے۔ازواج مطہرات اگر کسی سے ناراض ہو جاتیں تو ان کو اس چند روزہ ناراضگی پر نہایت افسوس ہوتا تھا۔ایک دفعہ کسی معاملہ میں سیدہ عائشہ سیدنا عبداللہ بن زبیر سے ناراض ہو گئیں اور بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی لیکن عفو تقصیر کے بعد جب ان کو یہ قسم یاد آتی تو اس قدر روتیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا۔[1]

صلہ رحمی :

خواتین رشتہ داروں سے حسن سلوک بہتر بنانے کے لیے ازواج مطہرات کی سیرت سے حوصلہ لے سکتی ہیں۔وہ صلہ رحمی میں بھی بے مثال تھیں ۔سیدہ زینب اپنے اعزہ و اقارب سے نہایت اچھا سلوک کرتی تھیں۔سیدہ عائشہ فرماتی ہیں :

"ما رأيت قط خيرا في الدين من زينب واتقى الله واصدق حديثا واصل للرحم" [2]

میں نے زینب سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار اور زیادہ سخی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہیں دیکھی۔

ازواج مطہرات کی صلہ رحمی صرف مسلمان اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھی۔بلکہ وہ کافر قرابت داروں کی قرابت کا خیال بھی رکھتی تھیں۔سیدہ صفیہ نے ایک یہودی قرابت دار کے لیے جائیداد وقف کی تھی۔[3]

باہمی اعانت:

اگر عورتوں کو اپنے شوہروں سے شکایت پیدا ہوتی تو وہ سیدہ عائشہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا دکھ کہتی تھیں۔وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نہایت پرزور طریقہ سے ان کی سفارش کرتی تھیں۔ایک بار آپ کی خدمت میں ایک عورت سبز دوپٹہ اوڑھ کر آئی اور جسم کھول کر دکھادیا کہ شوہر نے اس قدر مارا ہے کہ بدن پر نیل پڑ گئے ہیں۔رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو سیدہ عائشہ نے کہا کہ مسلمان عورتیں جو مصیبتیں برداشت کر رہی ہیں ہم نے ایسی مصیبت نہیں دیکھی۔اس کا جسم اس کے اس کے دوپٹے سے زیادہ سرخ ہو رہا ہے۔بخاری کی اس روایت کے آخر میں عموماً عورتوں کی نسبت یہ الفاظ ہیں :

"والنساء ينصر بعضهن بعضا" [4]

عورتوں کی یہ فطرت ہے کہ ایک دوسری کی اعانت کرتی ہیں۔

شادی بیاہ میں دلہن کے لیے غریب سے غریب آدمی بھی اچھا جوڑا بنواتا ہے۔لیکن صحابیات کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ آتا تھا۔سیدہ عائشہ کا بیان ہے کہ میرے پاس کاڑھے کی ایک کرتی تھی۔شادی بیاہ میں جب کوئی عورت سنواری جاتی تو وہ مجھ سے اس کو مستعار منگوا لیتی تھی۔[5]

---

[1] ۔بخاری،محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب الهجرة، ص:2/ 897 (ایچ ایم سعید کمپنی،ایجوکیشنل پریس کراچی)
[2] ۔ ابن اثیر،علی بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ، ص: 5/ 465(دار احیاء التراث العربی، بیروت)
[3] ۔ الذهبی، سیر اعلام النبلاء، ص: 2/ 238(مؤسسۃ الرسالۃ ، بیروت: 1981ء)
[4] ۔بخاری ، کتاب اللباس، باب الثیاب الخضر ، ص: 2/ 866
[5] ۔بخاری ، کتاب الحبة، باب الاستعارة للعروس عند البناء، ص:1/ 358

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 03 (2025)

تیمارداری:

عورتیں مردوں سے بہتر تیماردار ثابت ہوتی ہیں۔ازواج مطہرات کی اس معاملے میں بڑی مثالیں ہیں۔زینب مرض الموت میں بیمار ہوئیں تو سیدنا عمر نے ازواج مطہرات سے پوچھا کہ کون ان کی تیمارداری کریگا؟ تمام بیبیوں نے کہا"ہم" ان کا انتقال ہوا تو سیدنا عمر نے پھر دریافت کیا کہ کون ان کو غسل دے گا؟ تمام بیبیوں نے کہا"ہم"[6]

غزوات میں شرکت:

میدان جنگ میں بھی ازواج مطہرات اور صحابیات خدمات انجام دیتی تھیں۔سیدہ عائشہ بعض غزوات میں شریک رہیں۔ایک روایت کے مطابق وہ غزوہ بدر میں گئیں۔جنگ احد میں جب مسلمان خطرے میں تھے اور بہادروں کے پاؤں اکھڑ رہے تھے۔سیدہ عائشہ اور ام سلمہ پانچے چڑھائے مشک کاندھے پر لیے زخمیوں کو دوڑ دوڑ کر پانی پلا رہی تھیں۔[7]

سیدہ ام سلمہ غزوہ خیبر میں شریک تھیں۔مرحب کے دانتوں پر جب تلوار پڑی تو کراہت کی آواز ان کے کانوں تک آئی۔[8]

معاشی سرگرمیوں کے حوالے سے مطالعہ کی اہمیت:

اسلام نے عورت کو مرد کے برابر حقوق عطا کیے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے معاشی سرگرمیوں میں بھی شرکت سے منع نہیں کیا۔ چنانچہ ازواج مطہرات بھی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھی۔

سیدہ خدیجہ نے اپنے والد کے انتقال کے بعد تجارت کی خود نگرانی کی اور اسکا طریقہ یہ اختیار کیا کہ آپ اپنے اعزہ واقارب کو معاوضہ دے کر مال تجارت کے لیے بھیجتی تھیں۔اس سلسلے میں آپ کو صادق وامین شخص کی ضرورت تھی۔ چنانچہ سیدہ نے رسول اللہ کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں۔رسول اللہ ﷺ نے اس پیش کش کو قبول فرمایا۔سیدہ کی وسیع پیمانے پر تجارت شام سے تھی۔[9]

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا طائف کی کھالیں درست کرتی تھیں۔ اور ان کو دباغت پر دیتی تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کی مالی حالت دوسری ازواج مطہرات سے بہتر رہتی تھی۔[10]

اسد الغابہ میں ہے کہ سیدہ زینب دست کار تھیں۔[11]

سیدہ زینب نہایت فیاض طبع تھیں۔خود اپنے دست و بازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اسکو راہ خدا میں لٹا دیتی تھیں۔سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ جب آپ کا انتقال ہوا تو مدینہ کے فقراء ومساکین میں کھلبلی پید اہوگئی اور وہ گھبرا گئے۔[12]

---

[6] ۔ ندوی، سعید انصاری و عبد السلام سیر الصحابة مع اسو صحابیات ، ص 1/181 (مولوی مسافر خانہ کراچی)
[7] ۔ بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة احد، ص581
[8] ۔ ابن عبد البر ،الاستیعاب، ص:4/ 493
[9] ۔ العسقلانی، الاصابة ، ص:4/ 282
[10] ۔ ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ ، ص: 5/ 440
[11] ۔ایضاً، ص: 5/ 465
[12] ۔ العسقلانی، الاصابة ، ص:4/ 313

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

عائلی زندگی کے بارے میں جاننے کے لیے مطالعہ کی اہمیت:

عورت کے متعلق مشرق و مغرب کا مذاق نہایت مختلف ہے۔ مشرق میں عورت کی محبت دامن تقدس کا داغ ہے۔ دوسری طرف محبت کیش مغرب کو اللہ سمجھتا ہے۔ یا اللہ کے برابر جانتا ہے۔ اسلام کا صراط مستقیم افراط و تفریط کے وسط سے نکلا ہے۔ وہ نہ عورت کو اللہ جانتا ہے اور نہ زندگی کی راہ کا کانا سمجھتا ہے۔ اس نے عورت کی بہترین تعریف یہ کی ہے کہ وہ مرد کے لیے اس کی کشمکش گاہ عالم میں تسکین تسلی کی روح ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

وَمِنْ اٰيَاتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْـهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْـمَةً [13]

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے خود تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں کہ تم ان کے پاس پہنچ کر تسلی پاؤ اور اس نے تم دونوں کے درمیان لطف و محبت پیدا کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک سے زائد بیویاں تھیں۔ ایسے حالات میں ان کے حقوق کا لحاظ رکھنا اور ان کے درمیان عدل و مساوات آپ ﷺ کا مثالی کارنامہ ہے۔ خاوند اگر بیوی کو اپنے گھر میں عزت نہیں دیتا اس کے حقوق کا خیال نہیں رکھتا تو گھر کا نظام مستحکم نہیں رہ سکتا۔[14]

سیدہ عائشہ سے مروی ہے:

” عن عائشة قالت : قال رسول الله ﷺ :خيركم خيركم لاهله وانا خيركم لاهلی“ [15]

سیدہ عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔

بیوی سے محبت:

نبی کریم ﷺ کو سیدہ عائشہ سے نہایت محبت تھی۔ اور یہ بات تمام صحابہ کو معلوم تھی۔ چنانچہ وہ قصداً ہدیے اور تحفے سیدہ عائشہ کے ہاں قیام کی باری کے دن بھیجتے تھے۔[16]

ایک دفعہ سفر میں سیدہ عائشہ کی سواری کا اونٹ بدک گیا اور ان کو لے کر ایک طرف کو بھاگا۔ نبی کریم ﷺ اس قدر بے قرار ہوئے کہ بے اختیار ان کی زبان مبارک سے نکل گیا ”و اعر و ساه!“ (ہائے میری دلہن) [17]

---

13 ۔ سوره الروم: 21

14 ۔ محمد ثانی، حافظ رسول اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی میں: 177 (اردو بازار کراچی، 2002ء)

15 ۔ ترمذی محمد بن عیسی، ابوعیسی ، "الجامع الترمذی ابواب المناقب ، عن رسول الله ﷺ باب فضل ازواج النبي ، ص 2/228 (ایچ ایم سعید کمپنی، ایجوکیشنل پریس کراچی)

16 ۔ مسلم ،صحیح مسلم، کتاب الفضائل ، باب فضائل عائشة ام المومنين، ص2/ 285

17 ۔ احمد بن حنبل ، المسند، ص:248/6

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 03 (2025)

عام لوگ خیال کرتے ہیں کہ آپ کو سیدہ عائشہ سے محبت حسن و جمال کی بنا پر تھی۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ ازواج مطہرات میں سیدہ زینب، سیدہ جویریہ، اور سیدہ صفیہ بھی حسین تھیں۔ مگر عائشہ کے محاسن ظاہری کی تعریف احادیث اور تاریخ و سیرت کی کتابوں میں موجود ہے اور اس کے ساتھ کمسن اور گویا کنواری بھی تھیں۔[18]

شوہر سے محبت:

تمام ازواج مطہرات کو رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ سیدہ عائشہ کو تو آپ ﷺ سے عشق تھا۔ اس محبت کا کوئی اور دعوی کرتا تو ان کو ملال ہوتا تھا۔ کبھی راتوں کو بے قرار ہو جاتیں۔ ایک بار شب کو آپ کی آنکھ کھلی تو رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا۔ اِدھر اُدھر دیکھا تو آپ تسبیح و تہلیل میں مصروف تھے۔ بے اختیار ان کی زبان سے نکل گیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں کس خیال میں ہوں اور آپ کس عالم میں ہیں۔[19]

ایک سفر میں سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ دونوں آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ رات کو بلا ناغہ آپ سیدہ عائشہ کے محمل میں تشریف لاتے ایک دن سیدہ صفیہ نے کہا کہ ہم دونوں اپنا اونٹ بدل لیں۔ حسب معمول نبی ﷺ تشریف لائے تو دیکھا حضرت حفصہ ہیں۔ جب قافلے نے پڑاؤ ڈالا تو سیدہ عائشہ سے ضبط نہ ہو سکا دونوں پاؤں گھاس میں رکھ دیے اور بولیں یا اللہ میں ان کو تو کچھ نہیں کہہ سکتی تو کوئی سانپ یا بچھو بھیج دے جو مجھ کو ڈس لے۔[20]

شوہر کی رضا جوئی :

سیدہ خولہ □ عطر فروش تھیں ایک مرتبہ سیدہ عائشہ □ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میں ہر رات کو خوشبو لگاتی ہوں۔ بناؤ سنگھار کر کے دلہن بن جاتی ہوں اور خالصۃً بوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جا کر سو رہتی ہوں لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوتے اور منہ پھیر لیتے ہیں پھر ان کو متوجہ کرتی ہوں اور پھر وہ اعراض کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ آئے تو سیدہ عائشہ نے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے کہو جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو۔[21]

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ کے ہاتھ میں چاندی کے چھلے دیکھ کر فرمایا عائشہ یہ کیا ہے؟ بولیں میں نے ان کو اس لیے بنایا ہے کہ آپ ﷺ کے لیے بناؤ سنگھار کروں۔[22]

شوہر کی خدمت:

رسول اللہ ﷺ کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھو لیا کرتے تھے۔ اور اس پاک خدمت کو سیدہ عائشہ ادا فرمایا کرتی تھیں۔[23]

ایک بار آپ کمبل اوڑھ کر مسجد میں آئے۔ ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس پر دھبہ نظر آتا ہے۔ آپ نے اس کو غلام کے ہاتھ سیدہ عائشہ کے پاس بھیج دیا۔ سیدہ عائشہ نے کٹورے میں پانی منگوا کر اسے خود اپنے ہاتھ سے دھویا اور خشک کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔[24]

---

18 ۔ ندوی، سید سلیمان، سیرت عائشہ ص44 (دار العلم الفضل مارکیٹ لاہور، 2001ء)
19 ۔ نسائی ، احمد بن شعیب، سنن نسائی کتاب النکاح ، باب الدعاء في السجود ، ص 1/133 (المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور)
20 ۔ بخاری ، کتاب النکاح ، باب القرعة بين النساء اذا اراد سفراً – ص2/ 184
21 ۔ ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ، ص: 5/ 431-432
22 ۔ ابی داؤد سلیمان بن اشعث ، سنن ابی داؤد کتاب الزکوۃ ، باب الکنز ما ھو زکوۃ الحلی، ص1/ 218 (ایچ ایم سعید کمپنی، ایجوکیشنل پریس کراچی)
23 ۔ ابی داؤد، ایضاً کتاب الطھارۃ ، باب غسل السواك، ص 8/1
24 ۔ بخاری ،کتاب الطھارۃ ، باب الاعادۃ من النجاسۃ تکون في الثواب، ص55/1

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 03 (2025)

سیدہ عائشہ نبی کریم ﷺ کا کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں۔اپنے ہاتھ سے آپ کے سر میں کنگھا کرتی تھیں۔آپ کے کپڑے خود دھوتی تھیں۔

نازوانداز:

دریائے محبت کی بہت سی لہریں عورت کے خاص نسوانی خصوصیات کے اندر پنہاں ہیں۔نازوانداز عورت کی فطرت ہے۔اس قسم کے واقعات جو احادیث میں مذکور ہیں لوگ اس کو قابل تقلید سمجھتے ہیں۔وہ ان کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ ایک امتی کا اپنے پیغمبر سے خطاب ہے وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ایک بیوی اپنے شوہر سے باتیں کررہی ہے۔[25]

ایک دفعہ سیدہ عائشہ کے سر میں درد تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میرے سامنے مرتیں تو میں تم کو اپنے ہاتھ سے غسل دیتا اور اپنے ہاتھ سے تمہاری تجہیز و تکفین کرتا۔انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ میری موت مناتے ہیں اگر ایسا ہو جائے تو آپ ﷺ اس حجرہ میں نئی بیوی لاکر رکھیں۔رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر تبسم فرمایا۔[26]

کہیں سے کوئی قیدی گرفتار ہو کر آیا اور وہ سیدہ عائشہ کے حجرے میں بند تھا۔آپ عورتوں سے باتیں کررہیں تھیں۔وہ لوگوں کو غافل پاکر نکل بھاگا۔آپ تشریف لائے تو گھر میں قیدی کو نہ پایا باہر نکل کر صحابہ کو خبر کی وہ گرفتار ہو گیا۔آپ ﷺ جب اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدہ عائشہ اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہیں۔پوچھا کہ عائشہ کیا دیکھ رہی ہو؟عرض کی کہ دیکھتی ہوں کون سا ہاتھ کٹے گا۔آپ ﷺ یہ سن کو متاثر ہوئے۔اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔[27]

ایک دن سیدہ عائشہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر دو چراگاہیں ہوں ایک اچھوتی ہو اور دوسری چری ہوئی تو آپ کس میں اپنا اونٹ چرائیں گے۔جواب دیا پہلی میں۔[28] یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ بیویوں میں صرف سیدہ عائشہ کنواری تھیں۔آپ نے ارشار فرمایا : عائشہ جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو یا ناراض ہوتی ہو تو مجھ کو پتہ لگ جاتا ہے۔جب ناراض ہوتی ہو تو ابراہیم علیہ السلام کے اللہ کی قسم اور جب خوش ہوتی ہو تو محمد ﷺ کے اللہ کی قسم کھاتی ہو۔سیدہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ صرف زبان سے نام چھوڑ دیتی ہوں۔دل میں آپ ﷺ ہوتے ہیں۔[29]

ایک مرتبہ سیدہ سودہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔آپ ﷺ نے اس قدر دیر تک رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا اندیشہ ہو گیا اس لیے میں دیر تک ناک پکڑے رہی۔آپ یہ جملہ سن کر مسکرا اٹھے۔[30]

فقہی مسائل کے حوالے سے مطالعہ کی اہمیت :

فقہی مسائل میں ازواج مطہرات نے امت کی مکمل راہنمائی فرمائی ہے۔اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ان کا بہترین حل پیش کیا ہے۔لہٰذا مختلف مسائل کو سمجھنے کے لیے ازواج مطہرات کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔

---

[25] ۔ندوی،سید سلیمان،سیرت عائشہ ص52
[26] ۔ بخاری ، کتاب المرضی، باب قوم المریض انی وجع ادوار ساۃ - ص 846/2
[27] ۔ احمد بن حنبل، المسند، ص:52/6
[28] ۔ بخاری ،کتاب النکاح، باب النکاح الابکار، ص:2/ 760
[29] ۔ بخاری ، کتاب الادب، باب ما یجوز من الهجران لمن عصی ، ص2/ 797-798
[30] ۔ الذهبی، ایضا، ص: 2/ 268

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

نکاح کے لیے دیکھنا:

نکاح کے ارادے سے عورت کو ایک نظر دیکھ لینے کا جواز نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔ سیدہ عائشہ کہتی ہیں کہ آپ نے مجھ سے فرمایا میں نے نکاح سے پہلے خواب میں تجھے دیکھ لیا تھا ایک فرشتہ ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر تجھے لایا اور کہنے لگا یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے کپڑا آپ کے منہ سے اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ہو، میں نے اپنے دل میں کہا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا کرے گا۔[31]

نکاح میں لڑکی کی اجازت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ پڑھا جائے جب تک اس سے صاف اجازت نہ لی جائے۔ اسی طرح باکرہ کا نکاح بھی نہ کیا جائے جب تک وہ اذن نہ دے۔ سیدہ عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کنواری لڑکی تو شرم کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی رضا یہی ہے کہ خاموش ہو جائے۔[32]

بعض اولیا لڑکی کی رضامندی کے بغیر صرف اپنے اختیار سے نکاح کر دیتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اس قسم کا ایک واقعہ پیش آیا۔ عورتوں کی عدالت عالیہ سیدہ عائشہ ہی کا حجرہ تھا۔ لڑکی اس آستانہ پر حاضر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے تو سیدہ عائشہ نے آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے لڑکی کے باپ کو بلایا اور لڑکی کو اپنا مختار آپ بنایا۔ یہ سن کر لڑکی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ نے جو کچھ کیا میں اب اس کو جائز ٹھہراتی ہوں۔ میرا مقصد صرف یہ تھا کہ عورتوں کو اپنے حقوق معلوم ہو جائیں۔[33]

طلاق :

زمانہ جاہلیت میں طلاق کی تعداد متعین نہ تھی اور نہ طلاق کے بعد زمانہ رجعت کی کوئی تحدید تھی۔ سنگدل شوہر عورت کو طلاق دے دیتا اور رجعت کا زمانہ ختم ہونے لگتا تو پھر بیوی کو اپنی زوجیت میں لے لیتا۔ پھر ایسا ہی کرتا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ کا عورتوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ان کو زمانہ جہالت کی اس رسم سے ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا۔ زمانہ اسلام میں اسی قسم کا ایک واقعہ پیش آیا۔ مظلوم بیوی چارہ گری کے لیے سیدہ عائشہ کے پاس آئی۔ آپ نے یہ مقدمہ نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ اس پر یہ آیت اتری:

"اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَاِمۡسَاكٌ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌ بِاِحۡسَانٍ"[34]

طلاق دو مرتبہ ہے، پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

شوہر اگر بیوی کو مفارقت کا اختیار دے دے اور وہ اس اختیار کو واپس کر کے شوہر کی زوجیت کو قبول کر لے تو بعض صحابہ کا فتوئ تھا کہ ایک طلاق پڑ جائے گی۔ سیدہ عائشہ نے سختی سے اس فتوی کا انکار کیا اور دلیل میں خود رسول اللہ ﷺ کا واقعہ پیش کیا کہ آپ ﷺ نے آیت تخییر کے بعد تمام بیویوں کو علیحدگی کا اختیار دیا تھا۔ لیکن کوئی علیحدہ نہیں ہوئی تو کیا ہم لوگوں پر ایک طلاق پڑ گئی۔ جمہور فقہاء اور محدثین کا عمل اس فتوئی پر ہے۔[35]

---

31 ۔ بخاری،کتاب النکاح، باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج، ص2/ 768
32 ۔ بخاری،کتاب النکاح، باب لا ینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الابرضاھا. ص2/ 771
33 ۔ نسائی، کتاب النکاح، باب البکریز و جھا ابوہا وہی کارستہ ص2/ 70-69
34 ۔ سورة البقرہ: 229
35 ۔ندوی، سید سلیمان سیرت عائشہ ص- 251

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 03 (2025)

بنی عدی کی لونڈی جس کا نام زبراء تھا ایک غلام کے نکاح میں تھی وہ آزاد ہو گئی۔ سیدہ حفصہ نے اس کو بلایا اور کہا میں تجھ کو ایک بات کہتی ہوں مگر یہ نہیں چاہتی کہ تو کچھ کر بیٹھے۔ تجھے اختیار ہے جب تک تیرا خاوند تجھ سے جماع نہ کرے اگر جماع کرے گا پھر تجھے اختیار نہ رہے گا۔ زبراء بول اٹھی۔ اگر ایسا ہی ہے تو طلاق ہے۔ اپنے خاوند سے تین بار یہ کہہ کر جدا ہو گئی۔[36]

نابالغ، دیوانے، اور سونے والے کی طلاق کا بیان :

سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین اشخاص کے افعال واقوال حساب میں نہیں ہیں ایک سونے والا یہاں تک کہ جاگے۔ دوسرا نابالغ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔ تیسرا دیوانہ یہاں تک کہ تندرست ہو جائے۔[37]

طلاق بالجبر:

سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زبردستی میں طلاق اور عتاق نہیں۔[38]

عادت :

عدت سے مراد وہ مدت ہے جو عورت شوہر سے طلاق ملنے یا اس کے فوت ہو جانے کے بعد دوسرا نکاح کرنے سے قبل انتظار میں گزارتی ہے۔ اس دوران اسے گھر سے باہر نکل کر کسی دوسرے مقام پر نہیں جانا چاہیے۔ اس سے بعض فقہاء نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر سفر میں شوہر کی وفات ہو جائے تو اسے وہیں عدت گزارنی چاہیے۔ اس حالت میں سفر اس پر حرام ہے۔ وہ مسافرت سے وطن منتقل نہیں ہو سکتی۔ سیدہ عائشہ نے اس استدلال کو تسلیم نہیں کیا۔ جنگ جمل میں سیدنا طلحہ نے شہادت پائی۔ ان کی بیوی ام کلثوم کو سیدہ عائشہ اپنے ساتھ مدینہ لے آئیں۔ اور فرمایا کہ یہ گھر سے باہر نکلنا نہیں بلکہ گھر کے اندر آنا ہے۔ اگر سیدہ عائشہ اس مسئلے کو حل نہ کرتیں تو اس حالت میں بہت سی عورتوں کو کتنی مشکلات کا سامنا ہوتا۔[39]

عدت کے دوران عورت کو اپنے خاوند کے گھر میں رہنا چاہیے۔ یحییٰ بن سعید نے عبدالرحمن بن حکم کی بیٹی کو طلاق دی تو اس کا باپ عبدالرحمن بیٹی کو وہاں سے لے آیا۔ یہ واقعہ سیدہ عائشہ کو معلوم ہوا تو آپ نے مروان (لڑکی کے چچا) کو جو حاکم مدینہ تھا کہلا بھیجا۔ خدا سے ڈر اور لڑکی کو اس گھر میں بھیج دے جہاں اسے طلاق دی گئی ہے۔[40]

متفرق امور سے آگاہی کیلئے مطالعہ کی اہمیت:

ازواج مطہرات نے خواتین کے متعلق مختلف امور کو سمجھنے میں بھرپور راہنمائی فرمائی ہے بعض ایسے فقہی احکام جن میں صحابہ مختلف الرائے تھے۔ سیدہ عائشہ نے ہمیشہ وہ پہلو اختیار کیا جس میں عورتوں کیلئے سہولت ہو۔ کیونکہ ان کی جنسی ضرورتوں کو وہی بہتر جانتی تھیں۔

احرام کی حالت میں مردوں کو موزے نہیں پہننا چاہئیں۔ اگر وہ کسی مجبوری سے پہنیں تو ٹخنے سے کاٹ دیں۔ سیدنا عمر عورتوں کیلئے بھی یہی فتویٰ دیتے تھے۔ سیدہ عائشہ نے فرمایا یہ مردوں کیلئے مخصوص ہے عورتوں کو موزہ ٹخنے سے کاٹنا ضروری نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دی ہے۔[41]

---

[36] ۔ مالک بن انس، امام، موطا امام مالک، مترجم: اختر شاہجہان پوری، مظہری، ص448 (فرید بک مثال اردو بازار، لاہور، 1983ء)
[37] ۔ ابن ماجہ محمد بن یزید، السنن " ابواب الطلاق ، باب الطلاق المعتوۃ والعقیر و النائم ،ص1/ 148 (ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)
[38] ۔ ابن ماجہ، السنن ابواب الطلاق، باب طلاق المکرہ والناسي ، ص:1/ 148
[39] ۔ ندوی ، سید سلیمان سیرت عائشہ ص1/ 251-250
[40] ۔ بخاری، کتاب النکاح، باب قصة فاطمة بنت قیس، ص:2/ 802
[41] ۔ ابوداؤد، السنن، کتاب المناسک، باب ما یلبس المحرم، ص 254/1

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 03 (2025)

احرام کی حالت میں خوشبو کا استعمال منع ہے۔اس سے بعض صحابہ نے یہ نتیجہ نکالا کہ احرام کے وقت بھی خوشبو ملنا جائز نہیں ہے سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ ہم (ازواج) احرام کے وقت خوشبو مل لیتی تھیں۔اور پسینہ سے وہ خوشبو ڈھل کر بعضوں کے چیروں پر آجاتی تھی۔رسول اللہ ﷺ یہ دیکھتے تھے اور منع نہیں فرماتے تھے۔[42]

حج کا زمانہ اوائل تاریخ قمری میں واقع ہوتا ہے اور یہ زمانہ عورتوں کی شرعی معذوری کا ہوتا ہے ایسی حالت میں اگر مناسک حج ان کیلئے تاطہارت ناجائز ہو جائیں تو میدان حج و عمرہ میدان قیامت ہو جائے۔یعنی ہزاروں کو انتظار کرنا بڑے اور پھر ان کے ساتھ ان کے اعزہ کو بھی رکنا بڑے، پانچ کو نا تمام چھوڑ دینا بڑے اور یہ دونوں صورتیں عورتوں کے حق میں سخت ترین مصائب ہیں۔ام المومنین سیدہ عائشہ نے اس مشکل حل خود اپنے واقعہ سے فرما دیا۔آپ نے فتوی پوچھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ طواف کے سوا تمام مناسک ادا کیے جاسکتے ہیں۔[43]

سیدہ ام سلمہ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ میں اپنی چوٹی سختی سے باندھتی ہوں۔کیا غسل جنابت کیلئے اسے کھولا کروں؟ فرمایا کہ تمھارے لیے سر پر تین لپ پانی ڈالنا کافی ہے۔[44] سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ جنابت میں ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔[45] سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ بنی کریم اور وہ دونوں نماز کے لئے ایک برتن سے وضو کرتے تھے۔[46] ایک دفعہ سیدہ عائشہ نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی چادر میں صلیب کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے آپ نے ڈانٹا کہ یہ چادر اتار دو، رسول اللہ ایسے کپڑوں کو دیکھتے تو پھاڑ ڈالتے تھے۔[47] ایک مرتبہ سیدہ عائشہ نے جہاد کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کا حج ہی جہاد ہے۔[48]

ازواج مطہرات کے حالات زندگی[49] کے مطالعہ سے ہی زندگی کے مختلف معاملات کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔نیز یہ کہ ازواج مطہرات رسول اللہ اور اُمت کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہیں اور اس ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ کی نجی زندگی ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

مضمون کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ امہاتُ المؤمنینؓ نہ صرف ازواجِ مطہرات تھیں بلکہ ایک مثالی نمونہ بھی ہیں، جن کی زندگی کے ہر پہلو میں اخلاق، صبر، ایثار، حسنِ معاشرت اور دینی اقدار کا عملی مظاہرہ نظر آتا ہے۔ان کی حیاتِ مبارکہ میں گھریلو زندگی، سماجی تعلقات، تعلیم و تربیت اور اصلاحِ معاشرہ کے اہم پہلو شامل ہیں، جو فرد اور معاشرے دونوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

اس مضمون کے ذریعے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ امہاتُ المؤمنینؓ کے کردار کا مطالعہ صرف تاریخی یا مذہبی اہمیت نہیں رکھتا بلکہ عصرِ حاضر میں معاشرتی مسائل کے حل اور ایک متوازن، اخلاقی اور مستحکم معاشرے کی تشکیل کے لیے عملی رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔یوں کہا جاسکتا ہے کہ

---

[42] ۔ ابو داؤد،کتاب المناسک ، باب ما یلبس المحرم، ص 254/1

[43] ۔ ندوی ، سید سلیمان سیرت عائشہ ص1/ 252-253

[44] ۔ احمد بن حنبل، المسند، ص:315/6

[45] ۔ احمد بن حنبل، المسند، ص:30/6

[46] ۔ ابن ماجہ، السنن ابواب الطھارۃ وسننھا، باب الرجل والمرأۃ یتوضان من اناء واحد ، ص:1/ 31

[47] ۔ احمد بن حنبل، المسند، ص:140/6

[48] ۔ احمد بن حنبل، المسند، ص:120/6

[49] ۔ازواج مطہرات کے حالات زندگی کے حوالہ سے درج ذیل کتاب ملاحظہ فرمائیں:

- حکیم محمود احمد ظفر، امہات المؤمنین (قرآن، احادیث اور تاریخ اسلام کی روشنی میں امہات المؤمنین کے حالات زندگی)، لاہور: تحقیقات، 2005ء

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 03 (2025)

امہاتُ المؤمنینؓ کی زندگی ایک روشن مثال ہے، جس سے ہم نہ صرف اسلامی معاشرت کی صحیح تفہیم حاصل کر سکتے ہیں بلکہ اپنے معاشرتی کردار کو بھی بہتر بنا سکتے ہیں۔